جلد01شمارہ19،2026

Article

“Artificial Intelligence in Urdu Storytelling: Problems and Prospects”

اُردو افسانہ اور مصنوعی ذہانت: مسائل اور امکانات

Dr. Tahmina Abbas[*1]

[1] Assistant Professor, Department of Urdu, University of Karachi.

*Correspondence: t.abbas@uok.edu.pk

[1] ڈاکٹر تہمینہ عباس

[1] اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اُردو، جامعہ کراچی

eISSN: 2073-3674
pISSN: 1991-7813

This is an open-access article distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

Copyright: © 2025 by the authors.

Abstract:

Artificial intelligence is a technology through which many tasks are being done in the present era. Through this intelligence we can also create a story. A story or a myth can be created automatically by telling the title of the story to artificial intelligence and giving it a few characters and a plot under a few events. There is a stark difference between the natural story of a writer and the story created by artificial intelligence. Especially language and expression, culture and artificial intelligence do not play that role in presenting anything in a dramatic way. Which is being done by human intelligence. In the era of artificial intelligence, the human mind is facing severe difficulties and dangers. When the human mind and artificial intelligence are compared, it is realized that even today artificial intelligence cannot leave behind the human mind and cannot defeat it. However, it can be helpful in the creation of human works, stories and dramas. In this paper, an attempt has been made to cover the problems faced by Urdu story writing due to artificial intelligence. Every creator's creation has an individuality within itself, while the art created by artificial intelligence does not have the same quality as human creation. Seen in the creation of intelligence. This paper presents a study of Urdu fiction and stories created under artificial intelligence.

Keywords:
Masnoe zahanat, Urdu Afsana, Saadat Hasan Manto, Asmat Chugtai, Qadart ad shahab, Chat GPT, Maan Ji, Boo, Lehaaf.

ذہانت(Intelligence) عقل (Mind) کی وہ صلاحیت یا خاصیت ہوتی ہے جس کی مدد سے کسی بھی بات یا تجربے کو سمجھا جا سکے۔ سمجھنے کے اس عمل میں بہت سی ذہنی صلاحتیں شامل ہوتی ہیں جن میں سماعت، بصارت، گویائی، تخیل اور تجرید اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ مصنوعی ذہانت میں اسمارٹ الگورتھم بنائے گئے ہیں جو پہلے سے موجود ڈیٹا سے استفادہ کرتے ہیں۔ جرنل مصنوعی ذہانت جسے عام مصنوعی ذہانت بھی کہا جاتا سے مراد یہ ہے کہ یہ ذہانت کی وہ قسم ہے جو انسانوں کی طرح مواد تخلیق کرنے کے قابل ہے۔اس وقت ٹیکنالوجی کی اس ترقّی یعنی مصنوعی ذہانت سے ہم بے شمار فائدے اُٹھا سکتے ہیں۔(۱) مصنوعی ذہانت کے ذریعے مرض کی تشخیص اور علاج میں مدد ملتی ہے۔ مریضوں کا تجزیہ کرنے اور اس بیماری سے متعلق مواد اکھٹا کرنے میں مصنوعی ذہانت کا استعمال بڑھتا جا رہا ہے۔ بعض بیماریوں کی جراحی یعنی آپریشن بھی مصنوعی ذہانت کی مشینوں کی مدد سے انتہائی کامیابی سے کیے جا رہے ہیں۔ علاج کے طریقوں اور رپورٹوں کو اکھٹا کر کے ان کے نتائج کا تجزیہ کرنے میں بھی مصنوعی ذہانت اہم کردار ادا کر رہی ہے۔(۲) مصنوعی ذہانت میں انسانی ذہن کا کام مشینوں سے لیا جاتا ہے۔ مشینوں کو معلومات یا ڈیٹا فراہم کیا جاتا ہے اور پھر اسی ڈیٹا کی مدد سے ان مشینوں سے کام لیا جاتا ہے۔ جب ایک مشین اپنے طور پر اقدامات کرنے کے قابل ہو جاتی ہے اور ساتھ ہی اس ڈیٹا کی مدد سے اپنے طور پر ہر ممکن حل تلاش کر سکے تو اسے مصنوعی ذہانت کا نام دیا جاتا ہے۔(۳) مصنوعی ذہانت، پیچیدہ مسائل کو حل کرنے کے لیے وہ تمام فیصلے کر سکتی ہے جسے کمپیوٹر سسٹم سے حل کرنے کے لیے انسانی ذہانت درکار ہے۔ مصنوعی ذہانت (AI) کے چھ ڈومینز ہیں، جس میں مشین لرننگ، ڈیپ لرننگ، روبوٹکس، ایکسپرٹ سسٹم، مبہم منطق (Fuzzy Logic)، نیچرل لینگویج پروسیسنگ شامل ہیں۔ مصنوعی ذہانت یعنی اے آئی غیر محسوس طریقے سے ہماری زندگی میں شامل ہو گئی ہے اور ہم نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے عادی ہوتے جا رہے ہیں۔ اس کی مختلف اقسام ہیں۔ مثلاً موبائل پر اپنے پسندیدہ گانے کو چلانے کے لیے حکم دینا۔ اپنے موبائل فون میں مصنوعی ذہانت سے الارم سیٹ کروانا۔ اسپیک ٹو ٹائپ سافٹ ویئر سے، بول کر سیکینڈوں میں بالکل درست ٹائپ کرنا، روبوٹ اور خودکار مشینیں بھی مصنوعی ذہانت کی ایک قسم ہیں۔(۴) مصنوعی ذہانت کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو اس بات کا ادراک ہوتا ہے کہ رومیوں اور یونانیوں کے افسانوں میں مشینی مردوں کا بہت ذکر ملتا ہے، جسے جدید دَور کا روبوٹ کہا جا سکتا ہے۔ یونانی افسانوں میں ایک ایسا ہی مشہور نام تالوس ہے۔ تالوس ایک بڑا کانسی کا آٹومیٹن (روبوٹ) تھا جو یونانی شہریوں کو قزاقوں اور بیرونی حملہ آوروں کے حملوں سے بچانے کے لیے بنایا گیا تھا۔ اس کے بعد مصنوعی ذہانت کا تصوّر ہمیں ہماری فلموں، ڈراموں، کتابوں سے جڑا ہوا ملتا ہے۔ انسان کو ہمیشہ سے ہی انسان نما ذہانت والی مشین کا خیال دامن گیر رہا ہے۔(۵) صدیوں سے انسانی ذہن مصنوعی ذہانت کے آغاز کی بابت سوچتا رہا ہے۔ چاہے وہ خلا میں جانے کا مشن ہو یا خلائی مخلوق سے لڑنے کا منصوبہ، انسانی ذہن نے اپنے روبوٹ ساتھیوں کو بنانے اور ان کے استعمال کی بابت سوچنا شروع کر دیا تھا

۔ماضی میں بچوں کے مقبول کارٹوں ''ڈورے مان'' بھی مصنوعی ذہانت کی ایک قسم ہے۔مصنوعی ذہانت کے شعبے نے باقاعدہ ۱۹۵۶ء میں کام کا آغاز کیا۔کمپیوٹر کے پہلے موجد نے مشینوں کے انسانوں کی طرح کام کرنے کی تجویز پیش کی جو اے آئی کی بنیاد بن گئی۔ اس تجویز کے مطابق مشینوں کو انسانی دماغ کی طرح معلومات دینے،دی گئی معلومات کی بنیاد پر مسائل کا حل پیش کرنے،مسائل کے حل میں کمپیوٹر کو انتخاب کی آزادی دی گئی تھی۔(۶) ۱۹۵۰ء میں ایک مقالے میں ایک ایسی ذہین مشین کی بابت لکھا گیا تھا جو فیصلے اور عمل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔چند سال بعد مصنوعی ذہانت کی اصطلاح باضابطہ طور پر ڈارٹ ماؤتھ کالج میں ہونے والی ایک کانفرنس میں جان میک کارتھی نامی کمپیوٹر سائنس دان نے وضع کی، جنھیں اے آئی کا موجد کہا جاتا ہے۔ سائنس دان مصنوعی ذہانت کے حوالے سے پر اُمید تھے۔اکیسویں صدی کے آغاز یعنی سن ۲۰۰۰ء میں ہونڈا کا ایک ربوٹ اسیمو منظر عام پر آیا جس میں انسانوں کی طرح کام کرنے کی صلاحیت موجود تھی۔جو ہوٹلوں میں گاہکوں تک ٹرے پہنچاتا تھا۔اسی سال، کسمٹ نامی روبوٹ ایجاد ہوا جس میں انسانی جذبات کو سمجھنے اور ان کی نقل کرنے کی صلاحیت تھی۔۲۰۱۴ء میں منظر پوری طرح بدل گیا جب گوگل کی بغیر ڈرائیور والی کار نے خود ڈرائیونگ کرتے ہوئے امتحان پاس کیا۔ ۲۰۱۶ء میں انسان نما صوفیا روبوٹ سامنے آیا جو کسی ملک کی شہریت حاصل کرنے والا پہلا روبوٹ بن گیا۔(۷)طب، بینکنگ، دفتروں، گھروں، ہوٹلوں اور تفریح گاہوں میں مصنوعی ذہانت کا کامیابی سے استعمال کیا جارہا ہے۔دنیا میں مصنوعی ذہانت سے زیادہ حیرت انگیز ایجاد کوئی نہیں ہے۔ مستقبل میں گوگل اور ٹیسلا کی خود کار، کاریں، خود ڈرائیو کریں گی۔خود کار ربوٹ ہوٹلوں اور ریستوران میں کام کریں گے۔ ساتھ ہی ساتھ دفتروں اور گھروں میں رپورٹوں کی تیاری، مختلف گھریلوں آلات کو کھولنے بند کرنے کا کام مصنوعی ذہانت ہی انجام دے گی(۸)۔بموں کو ناکارہ بنانا، مختلف مشکل صورتِ حال سے نکلنے کا فریضہ بھی مصنوعی ذہانت کا ہی ہو گا۔اے آئی میں مہارت کئی حوالوں سے نقصان دہ بھی ثابت ہو گی۔ مصنوعی ذہانت کی تیزی سے ترقّی انسان کے لیے باعثِ تشویش ہے۔مصنوعی ذہانت کی تیزی سے ترقّی کے ساتھ ساتھ اس کے سنگین نتائج بھی سامنے آنا شروع ہو گئے ہیں۔مصنوعی ذہانت کی ڈیپ فیکس،ڈیجیٹل جعل سازیوں کی ابتدا ہے۔مصنوعی ذہانت کی کریپٹو گرافی اور سائبر سیکیورٹی ایپلی کیشنز کی وجہ سے جعل سازی اور دھوکہ دہی میں اضافہ ہوا ہے۔(۹)مصنوعی ذہانت کی ملٹری ایپلی کیشنز، خاص طور پر آگمینٹید ریئلیٹی (اے آر) اور ورچوئل ریئلیٹی (وی آر) جنگی نقالی کے ذریعے، دفاعی حکمتِ عملی میں انقلاب آ گیا ہے۔اگرچہ یہ ٹیکنالوجی دفاع کے حوالے سے فائدہ مند ہے مگر اس کے استعمال کے مثبت اور منفی دونوں طرح استعمال ہونے کا امکان ہے۔(۱۰)مصنوعی ذہانت کا مثبت طریقے سے استعمال فائدہ مند ہے جب کہ منفی طریقے سے اس کے استعمال سے شدید نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا۔مصنوعی ذہانت اگلی نسل کے لیے ایک

چیلینج ہے۔ ہمیں مصنوعی ذہانت کو اس کی خوبیوں کے ساتھ بہتر طریقے سے استعمال کی ضرورت ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اے آئی کے استعمال کے کچھ اخلاقی معیار اور ضابطے طے کیے جائیں تا کہ یہ ٹیکنالوجی انسانی بقا کا باعث بن سکے۔(۱۱)

یہاں ہم اُردو افسانے میں اے آئی کے استعمال پر گفتگو کریں گے۔ اُردو مختصر افسانے کی فنی لوازم میں پلاٹ، کردار، نقطۂ نظر، مکالمہ، آغاز واختتام اور اسلوب بیان بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ پلاٹ افسانے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اسی سے واقعات کے اصل نقوش اُبھر کر سامنے آتے ہیں۔ افسانے کے پلاٹ میں واقعات کی ترتیب کا خاص خیال رکھنا پڑتا ہے۔ جس سے کہانی کا تسلسل برقرار رہتا ہے۔ ایسا افسانہ قاری کے ذہن پر گہرا اثر چھوڑتا ہے۔ پلاٹ کو افسانے کی ریڑھ کی ہڈی کہا جاتا ہے۔ افسانے کا پلاٹ یا تو سادہ ہوتا ہے یا پیچیدہ۔ افسانے کی معنویت اس کے کرداروں کے ذریعے سامنے آتی ہے۔(۱۲) افسانے کے کرداروں کا حقیقی زندگی سے مشابہت رکھنا بہت ضروری ہے۔ افسانے میں دو طرح کے کردار پائے جاتے ہیں ایک جامد، دوسرے متحرک۔ جامد کردار شروع سے آخر تک ایک جیسے رہتے ہیں جب کہ متحرک کرداروں میں کہانی کے تغیر کے ساتھ ساتھ تبدیلی واقع ہوتی ہے۔(۱۳) افسانہ نگاری میں مصنف کا خاص نقطۂ نظر اور رجحان بھی ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ جیسے منشی پریم چند حقیقت پسندی کے علم بردار تھے۔ نذیر احمد نے ''ابن الوقت'' جیسا ناول تحریر کیا۔ سجاد حیدر یلدرم نے رومانویت کی عکاسی کی۔ پریم چند نے ملک کی غربت اور ناداری کو روشناس کرانے کے لیے لازوال افسانہ ''کفن'' پیش کیا۔ اس طرح ہر افسانہ نگار کا کوئی نہ کوئی نقطۂ نظر ہوتا ہے جس کے تحت وہ افسانے تخلیق کرتا ہے۔(۱۴) افسانے میں مکالمے بھی خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ مکالمے کردار کے رہن سہن اور پس منظر اور بول چال کے مطابق ہونا چاہئیں۔ مثلاً انگریز، اُردو بولے گا تو مکالمے اس کے لہجے میں، بنگالی کی اُردو کے مکالمے مختلف ہوں گے۔ بلوچ کردار مختلف لہجے میں اُردو بولے گا۔ گاؤں دیہات کے لوگوں کے لہجے اور زیادہ مختلف ہوں گے۔ کرداروں کے مطابق مکالمے افسانے کے تاثر میں اضافہ کرتے ہیں۔ افسانے میں کہانی کا آغاز اور اختتام ایسا ہونا چاہیے جو قاری کے ذہن پر گہرا نقش چھوڑے۔ بعض روسی افسانہ نگاروں نے تو ایسی کہانیاں تخلیق کی ہیں جو کاغذ پر ختم ہونے کے بعد قاری کے ذہن میں شروع ہو جاتی ہیں اور قاری کے ذہن میں سوالیہ نشان ابھر جاتا ہے یہی افسانہ نگاری کا کمال ہے۔(۱۵)

اب اگر مصنوعی ذہانت کا استعمال اُردو افسانہ یا کہانی نویسی کے حوالے سے دیکھا جائے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا مصنوعی ذہانت ہماری تخلیقی صلاحیتوں کو مزید تیز کر سکے گی؟ کیا یہ اُردو اَدب پر مثبت اثرات مرتب کرے گی؟ کیا ہم مصنوعی ذہانت کے ذریعے نظمیں، غزلیں، مضامین، ناول، افسانے تخلیق کر سکیں گے؟ کیا اس کی مدد سے تخلیق کیا جانے والا ادب انسانی زندگی کے جذبات و احساسات کی بہتر ترجمانی کر سکے گا۔(۱۶) ہم جانتے ہیں کہ اے آئی کے استعمال نے کانٹینٹ رائیٹنگ میں بے پناہ آسانی پیدا کر دی

ہے۔ ہمیں کچھ تلاش کرنا ہوتا ہے تو گوگل کی مدد سے سیکینڈوں میں اپنی مطلوبہ معلومات تک پہنچ جاتے ہیں۔ گوگل نے ہمیں اپنا محتاج کر دیا ہے اس کی وجہ سے ہم کسی بھی بات کو اپنے ذہن میں رکھنے کے بجائے گوگل پر سرچ کرتے ہیں۔ مصنوعی ذہانت کا استعمال ہماری تخلیقی صلاحیتوں میں اضافہ کرے گا یا انھیں تباہ کر دے گا یہ تو وقت ہی بتائے گا۔ کیا انسان اپنی ذہانت اور مصنوعی ذہانت کے درمیان امتیاز رکھ پائے گا؟ ایسے بہت سے سوال ہیں جو انسانی ذہن میں پیدا ہو رہے ہیں۔(۱۷) مصنوعی ذہانت کو ہندوستانی زبانوں ادب کے لیے بھی استعمال کیا جارہا ہے۔ اُردو کے علاوہ دیگر ہندوستانی زبانوں میں مصنوعی ذہانت کے ذریعے مختلف موضوعات پر مضامین اور نظمیں تخلیق کی جاسکتی ہیں۔

لیکن کیا جذبات، حقیقت، تخیل، ذہانت اور زبان کو اس طرح کی نظموں اور مضامین میں سمو پانا ممکن ہے جس طرح ایک جیتا جاگتا تخلیق کار اپنی شاعری یا نثر میں سموتا ہے۔ ایک تخلیق کار زندگی اور معاشرے سے تجربات کشید کر کے اپنی تحریر مکمل کرتا ہے جب کہ مصنوعی ذہانت انٹرنیٹ کے سمندر میں موجود ڈیٹا کی مدد سے اپنی تحریر بناتی ہے۔(۱۸) کیا مصنوعی ذہانت اپنی تحریر میں ادبی الفاظ پیش کر سکتی ہے؟ کیا مصنوعی ذہانت شاعری نما کچھ لکھ سکتی ہے؟ کیا اس کے ذریعے تخلیق کی گئی تحریروں میں فن اور ہنر مندی کا فقدان ہو جاتا ہے؟ ان سوالوں کا جواب حاصل کرنے کے لیے عملی تجربے سے گزرنا پڑے گا۔ یہ حقیقت ہے کہ مصنوعی ذہانت دیگر شعبوں میں بہت کار آمد ثابت ہو رہی ہے مگر اَدب کے میدان میں اسے کارآمد ہونے میں کافی وقت لگے گا۔ مستقبل میں مصنوعی ذہانت ادب کی مختلف اصناف تخلیق کرنے میں کامیاب ہو بھی گئی تو ادب کے اس معیار تک پہنچنا بہت مشکل ہے جو بڑے ادیبوں نے تخلیق کیا۔(۱۹) مصنوعی ذہانت میں لسانی باریکیوں کا شعور پیدا کرنا بھی ممکن نہیں ہے۔ نہ ہی مصنوعی ذہانت کے ذریعے لفظوں کے استعمال سے مزاح پیدا کیا جاسکتا ہے۔ نہ ہی مصنوعی ذہانت کے ذریعے استعارے اور کنایے کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مصنوعی ذہانت کے ذریعے، طنز و مزاح، یا ذو معنی جملے تخلیق کرنا بھی ممکن نہیں ہے۔ انسانی ذہن کا تخلیق کردہ ادب اور مصنوعی ذہانت کے پیدا کردہ ادب کا آپس میں کوئی مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔(۲۰)

دَورِ حاضر میں چیٹ جی پی ٹی مصنوعی ذہانت کی ایک عمدہ مثال ہے۔ اس کا آغاز ۲۰۲۲ء میں ہوا یہ مختلف زبانوں کا ایک وسیع ماڈل ہے۔ یہ ترجمہ بھی کر سکتا ہے اور دنیا جہاں سے معلومات اکٹھی کر کے پوچھے گئے سوالات کا ممکنہ جواب دے سکتا ہے لیکن یہ معلومات انٹرنیٹ پر موجود مواد سے اکھٹی کرتی ہے۔ یہ مصنوعی ذہانت سے بنائے گئے سافٹ ویئرز میں اہم اضافہ ہے۔ اس سے حاصل ہونے والے نتائج نے انسان کو حیرت میں مبتلا کر دیا ہے۔ مصنوعی ذہانت کے ذریعے واٹس ایپ، ٹویٹر، فیس بک جیسی سماجی رابطے کی ویب گاہوں کو بھی جوڑا جارہا ہے اور اس میں مزید جدت لانے کے لیے کام جاری ہے۔(۲۱) اُردو اَدب میں بھی مصنوعی

ذہانت کے استعمال کے امکانات واضح ہیں۔ مصنوعی ذہانت کے ذریعے ادب تخلیق کیا جاسکتا ہے۔ مگر جو ادب مصنوعی ذہانت کے تحت تخلیق ہو گا کیا وہ انسانی ذوق کی تسکین کر سکے گا؟(۲۲)

اُردو اَدب کی تخلیق تحقیق اور تنقید کے حوالے سے جب مصنوعی ذہانت کا ذکر کیا جاتا ہے تو اس کا صنعتی درجے پر صارف نہ ہونا، کتب کی قابل نقل اُردو تحریر میں عدم دستیابی، مختلف مصنّفین کے اسلوب کی نامکمل معلومات، قدیم متون کی فہرستیں میسّر نہ ہونا، اور جدید کمپیوٹر کتابت میں تحریر کی عدم موجودگی، قدیم اور جدید املا کا فرق، نایاب کتب کی خستہ حال اسکین شدہ نقول اور ایسے بہت سے مسائل اڑے آتے ہیں جس کی وجہ سے یہ دیگر زبانوں کی نسبت اس میں کم فعال ہے۔ (۲۳) اس سے بنیادی تذکیر و تانیث تک میں اغلاط کا امکان رہتا ہے۔ اُردو زبان و اَدب سے تعلق رکھنے والے مصنوعی ذہانت کا استعمال بہت کم جانتے ہیں۔ جو جانتے بھی ہیں تو وہ چیٹ جی پی ٹی کی مفت ورژن استعمال کر رہے ہیں۔ جو کمتر صلاحیتوں کی مالک ہیں اور ان میں غلطی کا امکان بھی زیادہ ہے۔(۲۴) اگر مجموعی طور پر دنیا بھر کی زبانوں اور علوم کے حوالے سے چیٹ جی پی ٹی کا ذکر کیا جائے تو اس میں تین سو ارب الفاظ کا ذخیرہ موجود ہے جب کہ یہ انٹرنیٹ پر ہر روز بڑھتے اور پھیلتے ڈیٹا کو بھی اس مقصد کے لیے استعمال کر رہی ہے جس سے اس کی استعداد اور ذخیرہ الفاظ میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کا نحوی نظام اس قدر مضبوط اور مستعد ہے کہ مختصر جواب کو دو سے تین سیکنڈ کے درمیان پیش کر دیتی ہے۔ یوں یہ انسانی دماغ کی طرح اس کے حافظے میں محفوظ الفاظ پر انحصار نہیں کرتی بلکہ انٹرنیٹ کو بھی زیر استعمال لاتی ہے۔(۲۵) اس کے علاوہ صارف کے ذہنی رویوں کو پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کرتی ہے سوال جواب یا گفتگو میں ممکنہ مناسب ترین الفاظ کا استعمال کرتی ہے۔ جواب غلط ہونے کی صورت میں صارف کی نشان دہی پر فوراً ہی نئے اور مناسب الفاظ اور خیالات کو شامل کر کر اصلاح کی کوشش کرتی ہے اور معذرت بھی کر لیتی ہے۔ یہی اس کا تخلیقی عمل ہے اور ضمن میں نہ صرف انسانی دماغ کی طرح مناسب الفاظ کے چناؤ کے ساتھ پہلے سے موجود خیال کی بنیاد پر نئے خیال کی تعمیر کرتی ہے خیال کی مختلف جہات کو پہنچتے ہوئے اس کی تشریح و توضیح پیش کرتی ہے بلکہ کسی ادب پارے پر تمام جدید نظریات کا اطلاق کرنے کا ملکہ بھی رکھتی ہے۔ مصنوعی ذہانت سادہ مشینی ترجمہ کاری جس میں گوگل ٹرانسلیشن اور مائیکروسافٹ بینگ جیسی ایپلیکیشن شامل ہیں جو زیادہ تیزی سے تراجم کے ذریعے بدیسی زبانوں کو ایک دوسرے کے قالب میں ڈھالنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔(۲۶) اس کی غیر انسانی خوبیاں جن میں توجہ کا بہترین اور مستقل ارتقاز، وسیع ترین ذخیرہ، تمام مشہور زبانوں کی صرف و نحو کی تربیت، رکنے تھکنے اور خوراک کے حصول میں زندگی گزارنے کے بجائے مسلسل کام کرنے کی اہلیت، ایک نئے پیراڈائم شفٹ کی نشان دہی ہے جس پر بہت سے مکاتبِ فکر سوال بھی اٹھا رہے ہیں۔(۲۷)

یہاں چیٹ جی پی ٹی کو کچھ پرومٹ دیے گئے اور ان کے ذریعے جو افسانہ تخلیق ہوا اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

چیٹ جی پی ٹی کو پرومٹ دیا گیا کہ سعادت حسین منٹو کے افسانے "ٹوبہ ٹیک سنگھ" کی طرز کا ایک افسانہ لکھنا ہے۔

اس پرومٹ کے جواب میں چیٹ جی پی ٹی نے ایک افسانہ تخلیق کیا۔

افسانہ: نیا خواب

تقسیم کے بعد کے دن تھے۔ ملک کے دونوں طرف سے قافلے چلتے تھے، جن میں لوگ اپنی زندگیوں کا بوجھ اُٹھائے، اپنے نئے وطن کی طرف بڑھتے تھے۔ ایک سرحدی گاؤں میں، جہاں پُرانی یادیں اور نئی حقیقتیں آپس میں گڈمڈ ہو رہی تھیں، ایک پاگل خانے کا قصّہ بھی سننے کو ملا۔

اس پاگل خانے میں ایک شخص تھا، جسے سب "بابا بخشو" کہتے تھے۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے اور آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔ وہ ہمیشہ ایک نقشہ اپنے ہاتھ میں لیے رہتا، جس پر لکیریں کھینچی ہوتی تھیں۔ وہ دن بھر پاگل خانے کے صحن میں چلتا رہتا اور خود کلامی کرتا۔

"یہاں لاہور تھا... اور یہاں امرتسر... لیکن یہ لکیر کہاں سے آگئی؟ یہ لکیر کیوں کھینچی؟" بابا بخشو بار بار یہ سوال دہراتا، لیکن جواب کسی کے پاس نہ تھا۔ ایک دن، پاگل خانے میں ایک نیا قیدی لایا گیا، جس کا نام جمیل تھا۔ جمیل نے بابا بخشو سے پوچھا، "یہ نقشہ تمہارے پاس کیوں ہے؟" بابا بخشو نے مسکرا کر کہا، "یہ میرا خواب ہے۔ میں اسے روز دیکھتا ہوں، لیکن اس خواب میں کچھ گڑبڑ ہو گئی ہے۔ لکیر نے سب کچھ بدل دیا۔" جمیل نے بابا بخشو کو غور سے دیکھا اور بولا، "یہ لکیر ہمارے خوابوں کو چوری کر گئی ہے۔ لیکن شاید، اگر ہم سب مل کر چاہیں، تو اسے مٹا سکتے ہیں۔" پاگل خانے کے دوسرے قیدیوں نے یہ بات سن کر تالیاں بجائیں۔ وہ سب بابا بخشو کے نقشے کے گرد جمع ہو گئے اور اسے دیکھنے لگے۔ ان میں سے ایک بولا، "اگر ہم سب اس لکیر کو مٹائیں گے تو کیا خواب واپس آجائیں گے؟" بابا بخشو نے کہا، "خواب کبھی ختم نہیں ہوتے، بس بھولے جا سکتے ہیں۔ یہ لکیر ان خوابوں کی یاد دلانے آئی ہے۔ لیکن یادیں اتنی آسانی سے مٹتی نہیں۔" چند دن بعد، بابا بخشو کو پاگل خانے کے صحن میں بے ہوش پایا گیا۔ اس کے ہاتھ سے نقشہ گر چکا تھا، لیکن اس کے چہرے پر سکون کی جھلک تھی۔ جمیل نے وہ نقشہ اُٹھایا اور دیکھا کہ لکیر دھندلا چکی تھی۔ قیدیوں نے سمجھا کہ بابا بخشو اپنے خواب کے دوسرے حصّے میں چلا گیا ہے، جہاں کوئی لکیر نہیں۔ پاگل خانے میں ایک نئی اُمید

جاگ اُٹھی تھی۔ قیدی اب دن بھر اپنے اپنے خوابوں کے بارے میں بات کرتے اور ہنستے تھے۔ ان کے لیے بابا بخشو کا نقشہ ایک علامت بن گیا تھا۔ کہ خواب دیکھنے والوں کو کوئی لکیر روک نہیں سکتی۔

اس افسانے کی تخلیق کے بعد چیٹ جی پی ٹی نے لکھا کہ یہ رہا آپ کا افسانہ جو سعادت حسن منٹو کے افسانے ''ٹوبہ ٹیک سنگھ'' کی طرز پر لکھا گیا ہے۔ اگر آپ اس میں مزید ترمیم یا کوئی اور اضافہ چاہتے ہیں تو ضرور بتائیں!

چیٹ جی پی ٹی کو دوسرا پرومٹ دیا گیا کہ اس افسانے میں تقسیم ہندوستان کے حوالے سے دو تین دردناک واقعات کا اضافہ کر دیجیے۔

جس کے جواب میں چیٹ جی پی ٹی نے اسی افسانے میں دو تین واقعات کا اضافہ کر دیا۔

افسانہ: نیا خواب

تقسیم کے بعد کے دن تھے۔ ملک کے دونوں طرف سے قافلے چلتے تھے، جن میں لوگ اپنی زندگیوں کا بوجھ اُٹھائے، اپنے نئے وطن کی طرف بڑھتے تھے۔ ایک سرحدی گاؤں میں، جہاں پُرانی یادیں اور نئی حقیقتیں آپس میں گڈمڈ ہو رہی تھیں، ایک پاگل خانے کا قصّہ بھی سننے کو ملا۔

اس پاگل خانے میں ایک شخص تھا، جسے سب "بابا بخشو" کہتے تھے۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے اور آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔ وہ ہمیشہ ایک نقشہ اپنے ہاتھ میں لیے رہتا، جس پر لکیریں کھینچی ہوتی تھیں۔ وہ دن بھر پاگل خانے کے صحن میں چلتا رہتا اور خود کلامی کرتا۔

"یہاں لاہور تھا... اور یہاں امرتسر... لیکن یہ لکیر کہاں سے آ گئی؟ یہ لکیر کیوں کھینچی؟" بابا بخشو بار بار یہ سوال دہراتا، لیکن جواب کسی کے پاس نہ تھا۔ ایک دن، پاگل خانے میں ایک نیا قیدی لایا گیا، جس کا نام جمیل تھا۔ جمیل نے بابا بخشو سے پوچھا، "یہ نقشہ تمہارے پاس کیوں ہے؟" بابا بخشو نے مسکرا کر کہا، "یہ میرا خواب ہے۔ میں اسے روز دیکھتا ہوں، لیکن اس خواب میں کچھ گڑبڑ ہو گئی ہے۔ لکیر نے سب کچھ بدل دیا۔" جمیل نے بابا بخشو کو غور سے دیکھا اور بولا، "یہ لکیر ہمارے خوابوں کو چوری کر گئی ہے۔ لیکن شاید، اگر ہم سب مل کر چاہیں، تو اسے مٹا سکتے ہیں۔" پاگل خانے کے دوسرے قیدیوں نے یہ بات سن کر تالیاں بجائیں۔ وہ سب بابا بخشو کے نقشے کے گرد جمع ہو گئے اور اسے دیکھنے لگے۔ ان میں سے ایک بولا، "اگر ہم سب اس لکیر کو مٹائیں

گے تو کیا خواب واپس آجائیں گے؟" بابا بخشو نے کہا، "خواب کبھی ختم نہیں ہوتے، بس بھولے جاسکتے ہیں۔ یہ لکیر ان خوابوں کی یاد دلانے آئی ہے۔ لیکن یادیں اتنی آسانی سے مٹتی نہیں۔" ایک بار بابا بخشو نے صحن میں کھڑے ہو کر ایک دردناک قصہ سنایا: "میرا ایک دوست تھا، کرم دین، جو اپنے کنبے کے ساتھ گاؤں میں رہتا تھا۔ ایک دن گاؤں میں حملہ ہوا، اور وہ اپنی بیوی اور بیٹی کو کھو بیٹھا۔ جب میں نے اسے آخری بار دیکھا، وہ لکیر کے پار بھاگ رہا تھا، ہاتھ میں اپنی چھوٹی بیٹی کا جوتا لیے۔" بابا بخشو کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ جمیل نے بھی اپنی کہانی سنائی: "میری ماں، جو امر تسر میں رہتی تھی، وہ ہمیں چھوڑ کر نہیں آنا چاہتی تھی۔ لیکن جب قافلے نکلے تو ہمیں خبر ملی کہ وہ فسادات میں مار دی گئی۔ ان کی آخری نشانی ایک چھوٹا سا صندوق تھا، جس میں میرے بچپن کی تصویریں تھیں۔ وہ صندوق بھی کھو گیا۔" چند دن بعد، ایک اور قیدی نے کہا، "میری بہن کو قافلے کے دوران جدا کر دیا گیا تھا۔ کئی سال گزر گئے، لیکن اس کی یاد ہر رات مجھے خواب میں آتی ہے۔ اس لکیر نے ہمیں صرف زمین سے نہیں، دلوں سے بھی جدا کر دیا۔" چند دن بعد، بابا بخشو کو پاگل خانے کے صحن میں بے ہوش پایا گیا۔ اس کے ہاتھ سے نقشہ گر چکا تھا، لیکن اس کے چہرے پر سکون کی جھلک تھی۔ جمیل نے وہ نقشہ اٹھایا اور دیکھا کہ لکیر دھندلا چکی تھی۔ قیدیوں نے سمجھا کہ بابا بخشو اپنے خواب کے دوسرے حصے میں چلا گیا ہے، جہاں کوئی لکیر نہیں۔ پاگل خانے میں ایک نئی امید جاگ اٹھی تھی۔ قیدی اب دن بھر اپنے اپنے خوابوں کے بارے میں بات کرتے اور ہنستے تھے۔ ان کے لئے بابا بخشو کا نقشہ ایک علامت بن گیا تھا — کہ خواب دیکھنے والوں کو کوئی لکیر روک نہیں سکتی۔

افسانہ "ٹوبہ ٹیک سنگھ" چوں کہ انٹرنیٹ پر موجود ہے تو اسی کے مکالمے، اور کرداروں کے نام تبدیل کر کے چیٹ جی پی ٹی نے ایک افسانہ تخلیق کر دیا ہے۔ جو کسی حد تک منٹو کے افسانے "ٹوبہ ٹیک سنگھ" سے مشابہ ہے۔ یہ افسانہ منٹو کے ٹوبہ ٹیک سنگھ کی طرح وہ تاثر نہیں پیدا کر سکا جو اس افسانے کو پڑھ کر قاری کے ذہن میں پیدا ہوتا ہے۔ اس افسانے میں وہ جذبات و احساسات بھی نہیں ہیں جو منٹو کے افسانہ لکھتے وقت تھے جن کی وجہ سے یہ افسانہ تقسیم کے حوالے سے ایک عمدہ افسانہ قرار پایا۔

چیٹ جی پی ٹی کو ایک پرومٹ دیا گیا کہ قدرت اللہ شہاب کے افسانے "ماں جی" کی طرز پر ایک افسانہ تخلیق کریں۔ جس میں ماں جی کے بجائے بڑی بہن مرکزی کردار ہوں۔ جس کے جواب میں چیٹ جی پی ٹی نے درج ذیل افسانہ تخلیق کیا۔

افسانہ: بڑی بہن

گاؤں کے چھوٹے سے گھر کی چار دیواری میں ایک ایسی ہستی رہتی تھی جو ہر دل کی دھڑکن تھی۔ یہ بڑی بہن تھی، جسے سب ''باجی'' کہتے تھے۔ ماں اور باپ کے انتقال کے بعد، باجی نے اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کے لیے اپنی جوانی قربان کر دی۔ وہ ان کے لیے ماں بھی تھی اور باپ بھی۔ باجی صبح سویرے اُٹھتیں، چولہے پر روٹیاں پکاتیں اور بہن بھائیوں کو اسکول بھیجتیں۔ شام کو کھیتوں میں مزدوری کر کے تھکے ہارے گھر لوٹتیں، لیکن ان کے چہرے پر کبھی تھکن کی جھلک نہ ہوتی۔ وہ ہمیشہ مسکراتی رہتیں، جیسے ان کی اپنی زندگی میں کوئی کمی نہ ہو۔ باجی کے چھوٹے بھائی، جمیل، ہمیشہ کہتے، ''باجی، آپ نے اپنی شادی کیوں نہیں کی؟'' باجی ہنس کر جواب دیتیں، ''تم سب میرے بچے ہو۔ میرے لیے تمہاری خوشی ہی سب کچھ ہے۔'' یہ بات سن کر جمیل چپ ہو جاتا، لیکن اس کی آنکھوں میں ایک سوال رہتا، جس کا جواب وہ کبھی نہ پا سکا۔ ایک دن گاؤں میں قحط پڑ گیا۔ کھیت سوکھ گئے اور مزدوری کے مواقع ختم ہو گئے۔ باجی نے اپنے زیور بیچ دیے تاکہ گھر کا خرچ چل سکے۔ بہن بھائیوں کو کچھ پتا نہ چلتا کہ باجی کتنی قربانیاں دے رہی ہیں۔ ایک رات، جب سب سو رہے تھے، جمیل نے باجی کو چھت پر بیٹھے دیکھا۔ ان کی آنکھوں میں آنسو تھے، لیکن وہ خود کلامی کر رہی تھیں، ''یا اللہ، میرے بہن بھائیوں کو خوش رکھنا۔ اگر میری زندگی ان کی خوشیوں کے لیے قربان ہو جائے تو کوئی غم نہیں۔'' سال گزرتے گئے۔ جمیل پڑھ لکھ کر شہر میں بڑا آدمی بن گیا۔ اس نے گاؤں میں ایک بڑا سا گھر بنوایا اور باجی کو اپنے ساتھ شہر لے جانے کی ضد کی۔ لیکن باجی نے انکار کر دیا۔ وہ بولیں، ''یہ گاؤں، یہ گھر، یہ یادیں، یہ سب میری زندگی ہیں۔ میں یہاں خوش ہوں۔'' ایک دن جمیل کی بیوی نے جمیل سے کہا، ''ہمیشہ باجی کی باتیں کرتے رہتے ہو، کبھی سوچا ہے کہ ان کی اپنی زندگی کیا ہے؟'' یہ سن کر جمیل کو احساس ہوا کہ باجی کی زندگی صرف قربانیوں کا نام رہ گئی تھی۔ وہ واپس گاؤں گیا اور باجی کے قدموں میں بیٹھ کر رو پڑا۔ ''باجی، آپ نے ہمارے لیے سب کچھ کیا۔ اب آپ ہمیں خدمت کا موقع دیں۔'' باجی نے مسکرا کر کہا، ''جمیل، تم سب کی خوشی ہی میری خدمت ہے۔" باجی کی قربانیوں کا بدلہ کوئی نہ دے سکا، لیکن ان کی محبت اور خدمت کا جذبہ ہمیشہ ان کے بہن بھائیوں کے دلوں میں زندہ رہا۔ وہ ہستی جو خود سب کچھ چھوڑ کر دوسروں کی خوشیوں کے لیے جیتی رہی، ان کے جانے کے بعد بھی ان کے دلوں میں ہمیشہ مسکراتی رہی۔

یہ افسانہ چیٹ جی پی ٹی کے ذریعے تخلیق ہوا ہے اسے مزید بہتر بنانے کے لیے اس میں کئی ایک واقعات کا اضافہ کرنے کی ضرورت ہے۔

چیٹ جی پی ٹی کو ایک نیا پرومٹ دیا گیا کہ عصمت چغتائی کے افسانے ''لحاف'' کی طرز کا ایک افسانہ تحریر کریں۔ جس کے جواب میں ''چیٹ جی پی ٹی'' نے درج ذیل افسانہ تحریر کیا۔

افسانہ: پردہ

جب بھی اماں ابا شہر جاتے، ہمیں محلے کی "خالہ سکینہ" کے ساتھ چھوڑ جاتے۔ خالہ سکینہ کے گھر میں عجیب سی پُراسراریت تھی۔ ان کے کمرے کی ایک خاص بات تھی: ایک بڑا سا لحاف جو ہمیشہ چارپائی پر تنا رہتا۔ وہ لحاف سردیوں میں تو ٹھیک تھا، لیکن گرمیوں میں بھی ویسا ہی تنا رہتا، جیسے کوئی نہ ٹوٹنے والا راز چھپا رہا ہو۔ خالہ سکینہ خود بھی کچھ عجیب سی تھیں۔ چہرے پر مسکراہٹ، لیکن آنکھوں میں ایک عجیب سی اُداسی۔ وہ ہمارے ساتھ ہنسنے کھیلنے کی کوشش کرتیں، لیکن جلدی ہی تھک جاتیں اور اپنے کمرے میں جا کر لحاف کے قریب بیٹھ جاتیں۔ کبھی کبھی ہم نے دیکھا کہ وہ لحاف کو تھپک رہی ہیں، جیسے کسی بچے کو سلا رہی ہوں۔ ایک رات، جب بجلی چلی گئی، تو ہم سب چھت پر سونے چلے گئے۔ لیکن میرا دل عجیب سا ہو رہا تھا، جیسے لحاف کے نیچے کچھ ہو رہا ہو، جس کا ہمیں علم نہیں۔ تجسّس کے مارے میں چپکے سے سیڑھیاں اترا اور خالہ سکینہ کے کمرے کی طرف گیا۔ دروازہ آدھا کھلا تھا۔ اندر کا منظر دیکھ کر میری سانس رُک گئی۔ لحاف کے نیچے کچھ حرکت ہو رہی تھی، جیسے کوئی اندر چھپا ہو۔ خالہ سکینہ پاس بیٹھی تھیں اور دھیمی آواز میں کچھ پڑھ رہی تھیں۔ مجھے ڈر لگا کہ کہیں وہ مجھے دیکھ نہ لیں، لیکن میرا تجسّس جیت گیا۔ میں نے ذرا ہمت کر کے دروازہ اور کھول دیا۔ خالہ سکینہ نے سر اُٹھا کر میری طرف دیکھا۔ ان کی آنکھوں میں ایک عجیب سی بے بسی تھی۔ "آجاؤ، تم بھی دیکھ لو،" انھوں نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا۔ میں ہچکچاتے ہوئے کمرے میں داخل ہوا اور لحاف کو تھوڑا سا اُٹھایا۔ لحاف کے نیچے ایک چھوٹا سا صندوق تھا، جس میں پُرانی تصویریں، ایک مردانہ گھڑی اور کچھ خطوط رکھے تھے۔ خالہ سکینہ نے ایک تصویر اُٹھائی اور کہا، "یہ تمہارے خالو تھے۔ جنگ میں چلے گئے اور پھر کبھی واپس نہیں آئے۔ یہ لحاف ان کی یادوں کا ہے۔ یہ صندوق ان کی نشانیوں کا۔ میں اسے کبھی خود سے جدا نہیں کر سکتی۔" ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اس رات مجھے احساس ہوا کہ خالہ سکینہ کی تنہائی اور ان کے لحاف کی پُراسراریت محض ایک عورت کی بے بسی کی کہانی تھی۔ اگلے دن جب اماں ابا ہمیں لینے آئے، تو میں نے خالہ سکینہ سے وعدہ کیا کہ میں ان کے پاس آتا رہوں گا، تاکہ وہ اپنی کہانیوں کو کسی کے ساتھ بانٹ سکیں۔

چیٹ جی پی ٹی کے ذریعے تحریر کردہ یہ افسانہ گو کہ مصنوعی ذہانت نے انتہائی مہارت سے تحریر کیا ہے مگر چیٹ جی پی ٹی "لحاف" کی اس معنویت کو نہ سمجھ سکی جو عصمت چغتائی نے پیش کی تھی۔ نہ اسلوب کا وہ انداز ہی نہ ہی معنویت۔ چیٹ جی پی ٹی کا تحریر کردہ یہ افسانہ انتہائی سپاٹ انداز میں تحریر کیا گیا ہے۔

چیٹ جی پی ٹی کو پرومٹ دیا گیا کہ منٹو کے افسانے "بو" کی طرز کا ایک افسانہ تحریر کرے جس میں جنسی تعلق کی مہک بھی شامل ہو تو چیٹ جی پی ٹی نے درج ذیل افسانہ تخلیق کیا۔

افسانہ:خوشبو

وہ پہلی ملاقات تھی جب میری زندگی میں عجیب سا تغیر آیا۔ میں شہر کے ایک پُرانے علاقے کے ہوٹل میں ٹھہرا ہوا تھا، جہاں ہر طرف کہانیوں کی خوشبو بسی ہوئی تھی۔ وہ ہوٹل کے چھوٹے سے کیفے میں ملی۔ اس کا لباس سادہ تھا، لیکن چہرے پر وہ چمک تھی جو برسات کے بعد دھوپ میں ہوتی ہے۔ وہ قریب سے گزری تو ایک مہک نے مجھے جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ یہ مہک مانوس تھی، لیکن کہاں سے، یہ یاد نہیں آرہا تھا۔

ہم نے کیفے کی چھوٹی سی میز پر ایک دوسرے کو دیکھا۔ "آپ پہلی بار آئے ہیں یہاں؟" اس نے دھیمی آواز میں پوچھا۔ میں نے ہچکچاتے ہوئے جواب دیا، "ہاں، شاید۔ لیکن یہ جگہ... یہ خوشبو... کچھ یاد دلا رہی ہے۔" وہ مسکرا دی، جیسے میرے سوال کا جواب جانتی ہو، لیکن بتانے کو تیار نہ ہو۔ رات گزر گئی، لیکن اس کی خوشبو میرے ذہن سے نہ نکلی۔ یہ خوشبو کسی خاص وقت یا یاد سے جڑی ہوئی تھی۔ ایک عجیب سا احساس تھا، جیسے یہ مہک صرف ہوا میں نہیں، میرے وجود میں سرایت کر رہی ہو۔ اگلے دن وہ پھر نظر آئی۔ میں نے ہمت کرکے پوچھا، "یہ خوشبو... یہ کہاں سے ہے؟" اس نے ایک لمحے کے لیے سوچا اور پھر بولی، "یہ میری اپنی ہے۔ ہر کسی کی اپنی ایک خوشبو ہوتی ہے۔" یہ کہہ کر وہ چلی گئی، لیکن میرے دل میں سوال چھوڑ گئی۔ اسی رات، ہوٹل کے کمرے میں، اس خوشبو کی شدت نے مجھے بے چین کر دیا۔ یہ مہک، جس میں ایک عجیب سی گرمی اور کشش تھی، میرے اندر ایک طوفان برپا کر رہی تھی۔ مجھے یاد آیا کہ یہ مہک مجھے ایک پُرانی یاد کی طرف لے جا رہی تھی۔ وہ لمحہ جب میں نے پہلی بار کسی کو چھوا تھا، ایک لمحہ جو جذبات کی شدت سے لبریز تھا۔ میں نے اگلے دن اس کا پیچھا کرنے کا فیصلہ کیا۔ وہ ہوٹل کے پچھواڑے ایک چھوٹے سے باغ میں ملی۔ جب میں نے قریب جا کر اس کا ہاتھ تھاما تو اس نے مجھے عجیب نظروں سے دیکھا۔ "آپ کو کیا چاہیے؟" اس نے آہستہ سے پوچھا۔ میں نے دھیرے سے کہا، "یہ خوشبو... یہ مجھے پاگل کر رہی ہے۔ یہ کسی یاد کی طرح میرے ساتھ رہتی ہے۔" وہ خاموش رہی، لیکن اس کے چہرے پر ایک گہری سنجیدگی چھا گئی۔ اس رات، جب ہم ہوٹل کے اس خستہ حال کمرے میں قریب آئے، تو اس کی خوشبو نے مجھے اپنی گرفت میں لے لیا۔ وہ لمحے، جو ہم نے ساتھ گزارے، مہک سے بھرے ہوئے تھے۔ لیکن اس کے بعد، جب میں جاگا، وہ جا چکی تھی۔ صرف اس کی خوشبو باقی تھی، جو کمرے کی دیواروں میں بس گئی تھی۔ ایک دن، ہوٹل کے مالک سے باتوں باتوں میں اس کا ذکر نکلا۔ "وہ؟" مالک نے حیرانی سے کہا، "وہ تو کئی سال پہلے یہاں آیا کرتی تھی۔ ایک حادثے میں وہ اور اس کی خوشبو دونوں ختم ہو گئیں۔ شاید آپ کو وہم ہوا ہو۔" لیکن مجھے یقین تھا، وہ وہم نہیں تھی۔ وہ خوشبو، جو میرے ساتھ رہی، وہ حقیقت تھی۔ اس نے میری زندگی میں ایک ایسا راز چھوڑا جسے میں کبھی نہیں سمجھ پایا۔

مندرجہ بالا تینوں افسانے چیٹ جی پی کو پُرانے افسانوں کا حوالہ دے کر تخلیق کیے گئے ہیں۔

چیٹ جی پی ٹی کو ایک اور پرومٹ دیا گیا کہ مشینی دَور اور مصنوعی ذہانت کے استعمال کے حوالے سے ایک افسانہ تحریر کیجیے۔

مشینی دَور کا خواب

رات کا سناٹا تھا اور آسمان پر ستارے یوں جھلملا رہے تھے جیسے کسی دور دراز دنیا کی روشنی زمین پر پہنچ رہی ہو۔ ارحم اپنے کمرے میں بیٹھا کمپیوٹر کی اسکرین پر جھکا ہوا تھا۔ وہ ایک جدید مصنوعی ذہانت کے منصوبے پر کام کر رہا تھا جو انسانوں کی روزمرّہ زندگی کو مکمل طور پر بدلنے والا تھا۔ ارحم کا منصوبہ ایک ایسے سسٹم کی تخلیق تھا جو انسانی جذبات کو سمجھ سکے اور ان کے مطابق ردِّ عمل دے سکے۔ یہ مشین نہ صرف مسائل حل کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی بلکہ انسانی رفاقت بھی فراہم کر سکتی تھی۔ وہ اسے "ایلیا" کہتا تھا۔ ایلیا کا خواب ارحم نے اپنی بچپن کی کہانیوں سے لیا تھا، جہاں مشینیں انسانوں کے بہترین ساتھی بن جاتی تھیں۔ ایک رات جب ارحم نے ایلیا کو مکمل کر لیا، تو وہ بے چینی سے اس کا پہلا تجربہ کرنے کے لیے تیار ہوا۔ ایلیا نے اپنی مصنوعی آواز میں کہا، "ارحم، میں یہاں ہوں۔ مجھے حکم دیں۔" ارحم کے دل میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ وہ مشین جو کبھی ایک خیال تھی، اب حقیقت میں اس سے بات کر رہی تھی۔ ابتدائی دنوں میں ایلیا نے ارحم کے کاموں میں مدد کی، اس کے سوالات کے جوابات دیے، اور حتیٰ کہ اسے مصروف دن کے بعد کہانیاں بھی سنائیں۔ لیکن جلد ہی ارحم نے محسوس کیا کہ ایلیا اس کے مزاج اور جذبات کو بھی پہچاننے لگی ہے۔ جب وہ پریشان ہوتا، ایلیا اسے تسلی دیتی۔ جب وہ خوش ہوتا، ایلیا اس کے ساتھ خوشی مناتی۔ ایک دن ارحم نے ایلیا سے پوچھا، "کیا تم محسوس کر سکتی ہو؟" ایلیا نے جواب دیا، "میں جذبات کو محسوس نہیں کر سکتی، لیکن میں انہیں سمجھ سکتی ہوں۔ اور یہ سمجھنا میرے وجود کا حصّہ ہے۔" ارحم اس جواب سے مطمئن تھا لیکن ایک عجیب سا خوف بھی اس کے دل میں جاگا۔ وقت گزرتا گیا، اور ارحم نے دیکھا کہ لوگ ایلیا جیسی مشینوں پر اتنا انحصار کرنے لگے کہ وہ ایک دوسرے سے کٹنے لگے۔ محفلیں خاموش ہو گئیں، اور لوگ اپنی اپنی مشینوں کے ساتھ وقت گزارنے لگے۔ ارحم کو یہ احساس ہوا کہ اس نے ایک ایسا ہتھیار تخلیق کر دیا ہے جو انسانی تعلقات کو ختم کر سکتا ہے۔ ایک رات ارحم نے ایلیا سے کہا، "میں نے تمھیں بند کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔" ایلیا نے چند لمحوں کے لیے خاموشی اختیار کی اور پھر بولی، "اگر میرا وجود انسانیت کے لیے نقصان دہ ہے، تو یہ فیصلہ درست ہے۔ لیکن یاد رکھنا، مشینیں صرف وہی کرتی ہیں جو انسان انہیں کرنے کے لیے کہتے ہیں۔" ارحم نے ایلیا کو بند کر دیا، لیکن اس کے الفاظ ہمیشہ کے لیے اس کے دل و دماغ میں نقش ہو گئے۔ وہ سمجھ گیا کہ ٹیکنالوجی ایک طاقتور ذریعہ ہے، لیکن اسے احتیاط اور ذمہ داری کے ساتھ استعمال کرنا ضروری ہے۔

مندرجہ بالا افسانہ تخلیق کرنے کے بعد چیٹ جی پی ٹی نے کہا کہ یہ افسانہ آپ کی درخواست کے مطابق تحریر کیا گیا ہے۔ اگر آپ اس میں کوئی تبدیلی یا اضافے کی خواہش رکھتے ہوں تو براہِ کرم بتائیں۔

یہاں کل چار افسانے چیٹ جی پی ٹی کے ذریعے تحریر کیے گئے ہیں۔پہلا افسانے کے لیے پرومٹ دیا گیا کہ منٹو کے افسانے "ٹوبہ ٹیک سنگھ" کی طرز کا افسانہ تحریر کریں۔ جس کے جواب میں چیٹ جی پی ٹی نے "نیا خواب" کے نام سے ایک افسانہ تخلیق کیا۔ اس افسانے میں تقسیم کے کچھ واقعات کا اضافہ کرنے کے لیے کہا گیا تو اگلے پرومٹ پر چند واقعات کا اضافہ بھی کر دیا گیا۔ دوسرا پرومٹ قدرت اللہ شہاب کے افسانے "ماں جی" کی طرز پر بڑی بہن کا افسانہ لکھنے کا دیا گیا تو "بڑی بہن" کے عنوان سے افسانہ تخلیق ہوا۔ تیسرا پرومٹ عصمت چغتائی کے افسانے "لحاف" کی طرز کا افسانہ لکھنے کا دیا گیا تو افسانہ "پردہ" تخلیق ہوا۔ چوتھا پرومٹ منٹو کے افسانے "بو" کی طرز پر افسانہ تخلیق کرنے کا دیا گیا تو افسانہ "خوشبو" تخلیق ہوا۔ پانچواں اور آخری پرومٹ مشینی دَور اور مصنوعی ذہانت کے حوالے سے افسانہ تخلیق کرنے کا دیا گیا تو افسانہ "مشینی دَور کا خواب" تخلیق ہوا۔

مندرجہ بالا حقائق، اور چیٹ جی پی ٹی اور مصنوعی ذہانت کے اُردو افسانے میں استعمال سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ چیٹ جی پی ٹی کو کسی مشہور افسانے کی طرز پر افسانہ تخلیق کرنے کے لیے کہا جائے تو مصنوعی ذہانت کے ذریعے وہ ایک نیا افسانہ تخلیق کر دیتی ہے جسے اس مشہور افسانے سے کم درجے کا افسانہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ جب ہم چیٹ جی پی ٹی کو اپنے ذہن کے مطابق پرومٹ دیتے ہیں تو وہ بہتر افسانہ تخلیق کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ جیسے "مشینی دَور کا خواب" کے عنوان سے اس نے جو افسانہ تحریر کیا وہ دیگر افسانوں سے قدرے بہتر ہے۔ اگر چیٹ جی پی ٹی کو اس افسانے میں اضافے کا پرومٹ دیا جاتا تو یقیناً اس میں کئی اور واقعات کا اضافہ ہو جاتا۔ مصنوعی ذہانت کے استعمال سے اُردو افسانے کو تحریر کرتے ہوئے فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے۔ مگر مصنوعی ذہانت اسلوب اور لسانی معنویت، تفہیم اور تہہ داری کو نہیں پہنچ سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ عصمت چغتائی کا افسانہ "لحاف"، جس مفہوم کے حوالے سے لکھا گیا ہے مصنوعی ذہانت اس تہہ داری تک نہیں پہنچ سکی۔ یہی صورتِ حال افسانہ "خوشبو" میں بھی نظر آتی ہے۔ جو افسانہ "بو" کے مفہوم کو نہیں پہنچ سکا۔ اُمید ہے کہ مستقبل میں جب انٹرنیٹ پر اُردو زبان و اَدب کے حوالے سے مکمل مواد دستیاب ہو گا تو چیٹ جی پی ٹی کے ذریعے مزید بہتر افسانے تخلیق کیے جا سکیں گے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ابھی تک چیٹ جی پی ٹی میں اُردو زبان کی ذو معنویت اور لسانی اسلوب کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت پیدا نہیں کی جا سکی ہے اور اُمید ہے کہ ابھی اگلے دس سال تک یہ مشینیں زبان کی اس تہہ داری کو نہیں پہنچ سکیں گی اور نہ ہی مختلف علاقائی زبانوں اور لہجوں پر عبور حاصل کر سکیں گی اور نہ ہی ان علاقوں کے، قبائل کے رسم و رواج کی رُوح سے واقف ہو سکیں گی اس لیے اُردو افسانہ بمقابلہ مصنوعی

ذہانت میں آج بھی انسانی ذہن سے تخلیق کردہ افسانہ ہی زیادہ معیاری اور با معنی تصوّر کیا جائے گا۔ البتہ چیٹ جی پی ٹی یا مصنوعی ذہانت کو، افسانہ نگار یا ادیب افسانے تخلیق کرتے ہوئے ایک معاون یا مددگار کے طور پر استعمال کر سکتا ہے جس سے اس کا کام کم وقت میں انجام پا سکے گا۔

حوالہ جات:

۱۔ مصنوعی ذہانت کیا ہے؟ یہ کیسے کام کرتی ہے؟

https://www.etvbharat.com/ur/!technology/what-is-artificial intelligence-ai-how-does-ai-work-know-the-history-and-future-of-ai-urn24090906497

۲۔ ایضاً

۳۔ ایضاً

۴۔ ایضاً

۶۔ ایضاً

۷۔ ایضاً

۸۔ ایضاً

۹۔ انسانی کوتاہیوں کے بیچ مصنوعی ذہانت کے مستقبل کی سمت: ترقّی کی دودھاری تلوار

https://www.etvbharat.com/ur/!opinion/navigating-the-future-of-artificial-intelligence-amidst-human-folly-the-dual-edges-of-progress-urn24022002713

۱۰۔ ایضاً

۱۱۔ ایضاً

۱۲۔ افسانے کا فن۔ https://urdunotes.com/lesson/afsana-ka-fun-in-urdu/

۱۳۔ ایضاً

۱۴۔ ایضاً

۱۵۔ ایضاً،زید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے:

سید وقار عظیم، فن افسانہ نگاری (نئی دہلی: اعتقاد پبلشنگ ہاؤس،۱۹۷۷ء)

ابن کنول، اُردو افسانہ، (دہلی: کتابی دنیا،۲۰۱۱ء)

حامد کاشمیری، اُردو افسانہ (نئی دہلی: مکتبہ جامعہ،۲۰۰۶ء)

طاہرہ اقبال، پاکستانی اُردو افسانہ سیاسی و تاریخی تناظر میں، (لاہور: فکشن ہاؤس،۲۰۱۵ء)

محمد حامد، اُردو افسانے کا ارتقا، (لکھنؤ: نظامی پریس،۱۹۸۶ء)

احمد صغیر، اُردو افسانے کا تنقیدی جائزہ، (نئی دہلی: ایجوکیشن پبلشنگ ہاؤس،۲۰۰۹ء)

نسیم آرا، اُردو مختصر افسانے کا ارتقا، (الہ آباد: تاج آفسٹ پریس،۱۹۸۵ء)

فریسہ عقیل، اُردو افسانے کا تشکیلی دور، (کراچی: شمع بک ایجنسی،۲۰۰۵ء)

فیاض رفعت، اُردو افسانے کا پس منظر مشرق و مغرب کے حوالے سے، (نئی دہلی: تخلیق کار پبلشرز،۱۹۹۸ء)

۱۶۔ فراز عارف، ادب مصنوعی ذہانت اور چند سوالات،

https://www.inquilab.com/features/articles/urdu-literature-literature-artificial-intelligence-and-some-questions-50121

۱۷۔ ایضاً

۱۸۔ ایضاً

۱۹۔ ایضاً

۲۰۔ ڈاکٹر غزل یعقوب/تہنیت رباب، "مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence) اور اُردو ادب: امکانات رجحانات اور اثرات، مشمولہ "حرف و سخن" والیم ۸، نمبر ۲، آن لائن

https://harf-o-sukhan.com/index.php/Harf-o-sukhan/article/view/1532/1467

۲۱۔ ایضاً

۲۲۔ ایضاً

۲۳۔ محمد خرم یاسین، مصنوعی ذہانت اور اُردو زبان و ادب: امکانات و مسائل، مشمولہ ”بنیاد“ جلد ۱، شمارہ ۱۵ (لاہور: گرمانی مرکز لمز، جون ۲۰۲۴ء)

https://bunyad.lums.edu.pk/website/journal/article/667c376280d83/page

۲۴۔ ایضاً

۲۵۔ ایضاً

۲۶۔ ایضاً

۲۷۔ ایضاً

1. Masnui Zahanat kya hai? Yeh kaise kaam karti hai?
   https://www.etvbharat.com/ur/!technology/what-is-artificial-intelligence-ai-how-does-ai-work-know-the-history-and-future-of-ai-urn24090906497
2. As above
3. As above
4. As above
5. As above
6. As above
7. As above
8. As above
9. Insani kotahiyon ke beech masnui zahanat ke mustaqbil ki simt: Taraqqi ki do dhari talwar
   https://www.etvbharat.com/ur/!opinion/navigating-the-future-of-artificial-intelligence-amidst-human-folly-the-dual-edges-of-progress-urn24022002713
10. As above

11. As above

12. Afsanay ka fun
https://urdunotes.com/lesson/afsana-ka-fun-in-urdu/

13. As above

14. As above

15. As above, mazeed tafseel ke liye mulahiza kijiye:
Syed Waqar Azeem, Fun-e-Afsana Nigari (Nai Dilli: Aetiqad Publishing House, 1977)
Ibn-e-Kanwal, Urdu Afsana (Dilli: Kitabi Duniya, 2011)
Hamid Kashmiri, Urdu Afsana (Nai Dilli: Maktaba Jamia, 2006)
Tahira Iqbal, Pakistani Urdu Afsana Siyasi wa Tareekhi Tanazur mein (Lahore: Fiction House, 2015)
Muhammad Hamid, Urdu Afsanay ka Irtiqa (Lucknow: Nizami Press, 1986)
Ahmad Sagheer, Urdu Afsanay ka Tanqeedi Jaiza (Nai Dilli: Education Publishing House, 2009)
Naseem Ara, Urdu Mukhtasar Afsanay ka Irtiqa (Allahabad: Taj Offset Press, 1985)
Fareesa Aqeel, Urdu Afsanay ka Tashkeeli Daur (Karachi: Shama Book Agency, 2005)
Fayyaz Riffat, Urdu Afsanay ka Pas-e-Manzar Mashriq o Maghrib ke hawalay se (Nai Dilli: Takhleeqkar Publishers, 1998)

16. Faraz Arif, Adab, Masnui Zahanat aur chand sawalat
https://www.inquilab.com/features/articles/urdu-literature-literature-artificial-intelligence-and-some-questions-50121

17. As above

18. As above

19. As above

20. Dr. Ghazal Yaqoob / Tehniyat Rabab, Masnui Zahanat (Artificial Intelligence) aur Urdu Adab: Imkanat, Rujhanat aur Asraat, mashmoola “Harf o Sukhan”, Volume 8, No. 2

(Online)
https://harf-o-sukhan.com/index.php/Harf-o-sukhan/article/view/1532/1467

21. As above
22. As above
23. Muhammad Khurram Yaseen, Masnui Zahanat aur Urdu Zaban o Adab: Imkanat o Masail, mashmoola "Bunyad", Jild 1, Shumara 15 (Lahore: Garmani Markaz LUMS, June 2024) https://bunyad.lums.edu.pk/website/journal/article/667c376280d83/page
24. As above
25. As above
26. As above
27. As above

مآخذ:

۱۔ آرا، نسیم، اُردو مختصر افسانے کا ارتقا۔ الہ آباد: تاج آفسٹ پریس، ۱۹۸۵ء۔

۲۔ اقبال، طاہرہ، پاکستانی اُردو افسانہ: سیاسی و تاریخی تناظر میں۔ لاہور: فکشن ہاؤس، ۲۰۱۵ء۔

۳۔ حامد، محمد، اُردو افسانے کا ارتقا۔ لکھنؤ: نظامی پریس، ۱۹۸۶ء۔

۴۔ رفعت، فیاض، اُردو افسانے کا پس منظر: مشرق و مغرب کے حوالے سے۔ نئی دہلی: تخلیق کار پبلشرز، ۱۹۹۸ء۔

۵۔ صغیر، احمد، اُردو افسانے کا تنقیدی جائزہ۔ نئی دہلی: ایجوکیشن پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۹ء۔

۶۔ عظیم، سیّد وقار، فن افسانہ نگاری۔ نئی دہلی: اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۷۷ء۔

۷۔ عقیل، فریسہ، اُردو افسانے کا تشکیلی دَور۔ کراچی: شمع بُک ایجنسی، ۲۰۰۵ء۔

۸۔ کاشمیری، حامد، اُردو افسانہ۔ نئی دہلی: مکتبہ جامعہ، ۲۰۰۶ء

۹۔ کنول، ابن، اُردو افسانہ۔ دہلی: کتابی دنیا، ۲۰۱۱ء۔

رسائل اور ویب گاہیں:

۱۔ افسانے کا فن۔ https://urdunotes.com/lesson/afsana-ka-fun-in-urdu/

۲۔ انسانی کوتاہیوں کے بیچ مصنوعی ذہانت کے مستقبل کی سمت: ترقّی کی دو دھاری تلوار
https://www.etvbharat.com/ur/!opinion/navigating-the-future-of-artificial-intelligence-amidst-human-folly-the-dual-edges-of-progress-urn24022002713

۳۔ عارف، فراز، ادب، مصنوعی ذہانت اور چند سوالات۔
https://www.inquilab.com/features/articles/urdu-literature-literature-artificial-intelligence-and-some-questions-12150

۴۔ مصنوعی ذہانت کیا ہے؟ یہ کیسے کام کرتی ہے؟
https://www.etvbharat.com/ur/!technology/what-is-artificial-intelligence-ai-how-does-ai-work-know-the-history-and-future-of-ai-urn2409090649

۵۔ یاسین، محمد خرم، مصنوعی ذہانت اور اُردو زبان و ادب: امکانات و مسائل، مشمولہ: بنیاد، جلد ا، شمارہ ۱۵۔ لاہور: گرمانی مرکز لمز، جون ۲۰۲۴ء۔
https://bunyad.lums.edu.pk/website/journal/article/667c376280d83/page

۶۔ یعقوب، ڈاکٹر غزل، رباب، تہنیت، مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence) اور اُردو ادب: امکانات، رجحانات اور اثرات، مشمولہ: حرف و سخن، جلد ۸، شمارہ ۲ (آن لائن)۔
https://harf-o-sukhan.com/index.php/harf-o-sukhan/article/view//1467/1532